رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
ٹیلیفون نمبر ۹۱
از الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً
روزنامہ الفضل قادیان
THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.
ایڈیٹر غلام نبی
شرح چندہ پیشگی
سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... بیرون ہند سالانہ ...
تار کا پتہ الفضل قادیان
قیمت فی پرچہ ایک آنہ
جلد ۲۶ | مورخہ یکم رجب ۱۳۵۷ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۷ اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۹۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو کل سردرد کی تکلیف تھی۔ آج آپ کو بطور علاج مسہل دیا گیا ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ناظر اعلیٰ۔ جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری مولوی غلام احمد صاحب مجاہد۔ اور مولوی دل محمد صاحب بھینی میاں خاں جلسہ میں شمولیت اور علیائیوں سے مناظرہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے ماسٹر محمد عمر صاحب کو کوٹالہ ضلع جالندھر بسلسلہ تبلیغ بھیجا گیا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بدظنی سے بچو۔ اور ہمدردی مخلوق کو اپنا شیوہ بناؤ

"اکثر لوگوں میں بدظنی ہوتی ہے۔ کہ ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور ایسے عیوب کی اس کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ جو اس میں نہیں ہوتے۔ حالانکہ اگر وہی عیوب اس کی طرف منسوب کئے جائیں۔ تو وہ بُرا مانتا ہے۔ بڑی ضروری بات یہ ہے۔ کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جائے۔ کہ اس سے محبت اور اُنس بڑھتا ہے۔ آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ دوسروں کو نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اور خود انسان بھی حسد۔ بغض۔ کینہ وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بہتوں میں ہمدردی کا مادہ نہیں۔ مشکلات کے وقت اپنے وقت۔ طاقت اور مال کو دوسرے کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے۔ مگر ہمسایہ سے یہی مطلب نہیں۔ جو اپنے گھر کے ساتھ ہی رہتا ہو۔ تمہارے بھائی جو تم سے ہزاروں اور سینکڑوں کوس کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ وہ سب تمہارے ہمسائے ہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ ان سب پر نیک ظن رکھو۔ اور ہمدردی کے کسی پہلو سے ان پر دریغ نہ کرو۔ تم میں سے ہر ایک کو روزانہ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کہ اس نے کس قدر ہمدردی اپنے بھائیوں سے کی ہے

حدیث شریف میں دیکھو۔ ہمدردی کی کس قدر تاکید ہے۔ کہ ہانڈی میں پانی زیادہ ڈالو۔ اور اپنے ہمسایہ کو دو۔ مگر افسوس ہے تمہاری ہمدردیوں کا بھوکا نہیں ہے اور نہ ان سے کوئی پرواہ ہے حدیث شریف میں ہے۔ کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہیگا۔ کہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ اور میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ اور میں بیمار تھا۔ تم نے میری بیمار پُرسی نہ کی۔ میں غریب تھا تم نے میری دستگیری نہ کی۔ لوگ آگے سے جواب دیں گے۔ کہ اے ہمارے خدا۔ ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا۔ تب خدا تعالیٰ کہیگا۔ کہ میرا فلاں بندہ جو تھا۔ اس کی ہمدردی میری ہمدردی تھی۔ ایسے ہی ایک اور جماعت کو خدا تعالیٰ کہیگا۔ کہ شاباش تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ وہ کہیگی۔ کہ اے خدا۔ ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا۔ تب خدا جواب دیگا۔ کہ میرے فلاں بندے کیساتھ جو تم نے ہمدردی کی۔ وہ میری ہمدردی تھی۔ اگر ایک خدمتگار کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کے پاس جائے۔ تو جو کچھ اس کی خاطر تواضع کی جائیگی۔ وہ اس کے آقا کی سمجھی جائیگی۔ لیکن اگر اسکی خبر گیری نہ کی جائے۔ نہ رات کو آرام کرنے کی کوئی جگہ دی جاوے۔ نہ بھوک پیاس کی خبر لی جائے۔ تو اس کے دل میں رنج گزریگا۔ کہ میرے آدمی کی کچھ بھی قدر نہ کی۔ پس خوب یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ

قادیان کے مضافات میں تبلیغی جلسے

۱۹ تا ۲۱ اگست ڈیرہ بابا نانک میں جماعت احمدیہ کا جو کامیاب تبلیغی جلسہ ہوا اس کی مختصر اطلاع ایک گزشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کہ اس موقعہ پر مقامی پولیس نے بہت اچھا انتظام کیا۔ اور امن قائم رکھنے کے متعلق اپنے فرائض کے احساس کا پورا حق ادا کیا۔

۲۲ اگست کو موضع شکار متصل ڈیرہ بابا نانک جلسہ کیا گیا۔ جہاں اردگرد کے دیہات کے بہت سے لوگ جمع تھے۔ جناب چودہری فتح محمد صاحب ایم۔ اے اور مولوی دل محمد صاحب نے تقریریں کیں۔ جو نہایت دلچسپی سے سنی گئیں۔

۲۳ اگست۔ موضع ہرسیاں میں جلسہ کیا گیا۔ وہاں بھی اردگرد کے دیہات کے لوگ کثرت سے جمع تھے۔ مولوی دل محمد صاحب مولوی محمد سلیم صاحب۔ مولوی غلام احمد صاحب ارشد اور مہاشہ محمد عمر صاحب کی کامیاب تقریریں ہوئیں ؛

اعلان تحقیقاتی کمیشن

تحقیقاتی کمیشن نے مندرجہ ذیل امیدواروں کو ۲۱-۸-۳۸ کے انتخاب کے نتیجہ میں منتخب کیا ہے۔ یہ امیدوار صدر انجمن احمدیہ کے کارکن ہو سکیں گے۔ ان کے ناموں اور پتہ کی فہرست نظارت علیا کو دے دی گئی ہے۔

خاکسار غلام محمد اختر سکرٹری تحقیقاتی کمیشن

(۱) قاضی عبد الرشید صاحب ارشد فیض اللہ چک
(۲) چودہری عطاء اللہ صاحب بی۔ اے چک نمبر ۲۵ سرگودہ
(۳) چودہری عبد الحق صاحب چک نمبر ۱۲۱ گوکھووال
(۴) چودہری محمد اشرف صاحب گھٹیالیاں
(۵) چودہری خورشید احمد صاحب بنی پور گورداسپور

نتیجہ امتحان دینیات و انگریزی درجہ ثانیہ جامعہ احمدیہ

جامعہ احمدیہ سے امسال مولوی فاضل کے امتحان میں شامل ہونے والے طلباء کی اطلاع کے لئے ان کے دینیات و انگریزی کے نتائج شائع کئے جاتے ہیں۔ جو نظارت تعلیم و تربیت سے وصول ہوئے ہیں۔

مولوی شریف احمد صاحب ۵۷ پاس انگریزی و دینیات
مولوی صدر الدین صاحب ۱۰۹ " " "
مولوی محمد احمد صاحب گجراتی ۸۷ " " "
مولوی نور الحق صاحب ۱۱۲ " " "

مرزا منور احمد صاحب صرف انگریزی میں پاس
مولوی نذیر احمد صاحب صرف دینیات میں پاس
مولوی غلام حیدر صاحب " " " "
مولوی عطاء اللہ صاحب " " " "

(پرنسپل جامعہ احمدیہ)

درخواست ہائے دعا

جناب ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی۔ اے سابق (مہر سنگھ) اپنے مقدمہ میں کامیابی کے لئے جس کی تاریخ سماعت ہائی کورٹ میں ۵ ستمبر مقرر ہوئی ہے۔ اہلیہ بابو محمد بخش صاحب قادیان اپنے لڑکے سعید اللہ کی صحت کے لئے مستری جان محمد صاحب اپنی اہلیہ کی صحت کے لئے سید شاہ محمد صاحب مجاہد تحریک جدید جو جاوا میں بٹاویہ سے پرووکرتو میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں اپنی کامیابی اور جماعت کے قیام کے لئے محمد سفیان صاحب برہ پورہ بھاگلپور اپنے

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۳ اگست ۱۹۳۸ء تک بیرون ہند کے بیعت کرنے والوں کے نام

بیرون ہند کے مندرجہ ذیل اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے ؛

680	یومل صاحبہ اہلیہ محمد یقین صاحب جاوا	698	Kamrabai Africa
681 تا 684	رابعہ صاحبہ مع تین بچگان "	699	Ali Kali Bangura
685	مارہ عمر صاحب "		Seraleon Africa
686	شمسیار صاحبہ "	700	Asantike
687	ذاکر صاحب "		Kamara } "
688	موتیف صاحب "	701	Alpha Kamara "
689	یٰسین صاحب "	702	Suri " "
690	Salim Sahib	703	Kalaytike
	Tabora Africa.		Kamara } "
691	Sulemani Sb "	704	Sheikh Kamara "
692	Amri " "	705	Santigi Taray "
693	Hamisi " "	706	Suri Kalia "
694	Abdallah " "	707	Manki Bangura "
695	Somali " "	708	Amara Sanko "
696	Sheik Abdallah "	709	Santigi Saray "
697	Ahmad Kamara	710	Santi Kamara "
	Seraleon Africa	711	Molai Koya "

(باقی)

[illegible] صاحب کی صحت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ یکم رجب ۱۳۵۷ ہجری

گاندھی جی کے عقیدۂ عدم تشدد کی حقیقت

پچھلے دنوں جب گاندھی جی نے صوبہ سرحد کا دورہ کیا۔ تو کئی مقامات پر تقریریں بھی کیں۔ جن میں عام طور پر اپنے وہی اصول بیان کئے۔ جن کا وہ پرچار کرتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے ایک تقریر اسلامیہ کالج پشاور میں بھی کی جس میں سارا زور اس بات پر صرف کیا۔ کہ مادی طاقت کا مقابلہ کسی صورت میں بھی مادی طاقت سے نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہر حالت میں عدم تشدد پر عامل رہنا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا:-

"تلوار کے بغیر آدمی نکما خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ تلوار کے بغیر آدمی بشرطیکہ اس میں اہنسا (عدم تشدد) کی طاقت ہو۔ تلواروں سے مسلح آدمیوں کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ اور اگر ایک آدمی ایسا کرسکتا ہے۔ تو بہت سے آدمی کیوں نہیں کرسکتے"۔

پھر اسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اسلام کی اس پُرحکمت تعلیم پر حملہ کرتے ہوئے جس میں اندفاع کی اجازت دی گئی ہے۔ اور طاقت کے مقابلہ میں طاقت استعمال کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ کہا:-

"جو شخص خدا کو پہچانتا ہے۔ اسے تو ایک چھڑی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ایک آدمی جو اللہ کا نام لیتا ہے۔ اور کلمہ پڑھتا ہے۔ ممکن ہے اللہ کا معتقد نہ ہو۔ خدا کا صرف وہی بندہ ہے جو ہر آن میں خدا کو دیکھتا ہے۔ ایسا آدمی کسی دوسرے انسان کو ہلاک کرنے کے لئے کبھی تیار نہ ہوگا"۔

پھر کہا:-

"ہمیں اہنسا پر ایک پالسی کے طور پر نہیں۔ بلکہ مذہب کے جز کے طور پر عقیدہ رکھنا چاہیئے"۔

یہ اقتباسات ہم نے جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن "الجمعیۃ" سے لئے۔ جس نے گاندھی جی کی اس تقریر کو "اسلام صداقت کا علمبردار ہے" کے عنوان سے شائع کیا۔ اور اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہ "الجمعیۃ" نے اسلام پر گاندھی جی کے صریح حملہ کو شائع کرتے ہوئے ایک لفظ بھی اس کے متعلق نہ لکھا۔ بلکہ اسے اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ گاندھی جی کے ادعا کی تغلیط کی۔ اور اس بارے میں اسلامی تعلیم کی فضیلت۔ اور برتری ثابت کی۔

اسی سلسلہ میں ہم نے دیگر امور کے علاوہ ملکی نظام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ:-

"اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ دنیا میں ہر رنگ کے لوگ بود و باش رکھتے ہیں۔ چوری کرنے والے۔ ڈاکہ ڈالنے والے۔ دوسروں کی عزت و آبرو پر حملہ کرنے والے۔ دوسروں کو دکھ اور تکلیف پہنچا کر خوش ہونے والے۔ حتیٰ کہ معمولی معمولی باتوں پر نہایت وحشیانہ طور پر قتل کردینے والے۔ اور باوجود اس کے کہ ایک طرف تو عام لوگ اس قماش کے لوگوں کے ضرر اور نقصان سے بچنے کے لئے خود ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف حکومت نے ان کی شرارتوں کے انسداد کے لئے محکمے قائم کر رکھے ہیں۔ اور سخت سے سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ پھر بھی جرائم ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر اہنسا پر عمل کرتے ہوئے نہ تو پبلک اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور نہ حکومت چوراچکوں کو سزا دے۔ تو پھر بتایا جائے۔ کسی ملک کا نظام ایک لمحہ کے لئے بھی قائم رہ سکتا ہے۔ اور کوئی شریف انسان امن و چین کی زندگی بسر کرسکتا ہے۔ قطعاً نہیں"۔ (الفضل ۹ جون ۳۸ء)

اس طرح ہم نے ثابت کیا۔ کہ ظالمانہ تشدد کو روکنے کے لئے مناسب تشدد سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ نظام حکومت ایک دن کے لئے قائم نہیں رہ سکتا۔ اس واضح حقیقت کا اعتراف گاندھی جی کے لئے آسان نہ تھا۔ جو اپنے آپ کو عدم تشدد کی تعلیم کا بانی مبانی سمجھتے ہیں۔ لیکن حالات اور واقعات نے ان سے اس کا اعتراف کرا ہی لیا۔ حتیٰ کہ ان پر یہ بھی واضح ہوگیا ہے۔ کہ عدم تعاون کے زمانہ میں جس چیز کا نام انہوں نے اور ان کے کارندوں نے "پُرامن پکٹنگ" رکھا ہوا تھا۔ وہ بھی "خالص تشدد" ہے۔ حالانکہ پہلے جب یہی بات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے عدم تعاون کے زمانہ میں بیان فرمائی۔ تو ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔

گاندھی جی نے حال میں ایک مضمون بعنوان "کیا ہم تشدد کی طرف راغب ہو رہے ہیں"۔ لکھا ہے۔ جس میں "پرامن پکٹنگ" کو "خالص تشدد" قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"پُرامن پکٹنگ کے نام پر پکٹنگ کرنے والے ایسے طریقے استعمال کرتے ہیں۔ جو تشدد کے نزدیک پہونچتے ہیں۔ مثلاً وہ آدمیوں کی ایک ایسی دیوار بنا لیتے ہیں جس میں کوئی شخص خود زخمی ہوئے یا دیوار بنانے والوں کو زخمی کئے بغیر نہیں گزر سکتا۔..... مزدوروں کو ان کے راستہ میں کھڑے ہوکر کام پر جانے سے روکنا خالص تشدد ہے۔ اسے فوراً ترک کیا جانا چاہیئے۔ اس حالت میں کارخانوں کے مالک پولیس کی امداد طلب کرنے میں حق بجانب ہیں۔ اور اگر متعلقہ کانگرسی صاحبان اپنے اس رویہ کو ترک نہیں کریں گے۔ تو کانگرس گورنمنٹیں انہیں پولیس کی امداد دینے کے لئے مجبور ہونگی"۔

پھر لکھا ہے "کانگرس کسی کانگرسی یا کانگرسیوں کی جماعت کو قانون ہاتھ میں لینے کی قطعی اجازت نہیں دے سکتی۔ نہ ہی کانگرس تشدد آمیز پکٹنگ یا تشدد کی ترغیب دینے والی تقریروں کو برداشت کرسکتی ہے"۔ (پرتاپ ۱۵ اگست)

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب گاندھی جی کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ ہر حال میں عدم تشدد پر کاربند رہنا چاہیئے حتیٰ کہ تشدد کو روکنے کے لئے بھی جسمانی طاقت سے کام نہیں لینا چاہیئے اور جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اسے ایک چھڑی بھی کسی حالت میں اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور وہ کبھی دوسرے انسان کو ہلاک کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر وہ پکٹنگ کرنے والوں کے خلاف اور کارخانوں کے مالکوں کے حق میں یہ فتوےٰ کیوں دے رہے ہیں۔ کہ وہ پولیس کی امداد طلب کرنے میں حق بجانب ہونگے۔ اور ادھر یہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ کانگرس گورنمنٹیں کارخانوں کے مالکوں کو پولیس کی امداد دینے کے لئے مجبور ہونگی۔ کیا کارخانہ والے پولیس کی جو امداد حاصل کریں گے۔ وہ پکٹنگ کرنے والوں کے آگے ہاتھ جوڑے گی۔ اور ان کے پاؤں پڑے گی۔ یا طاقت استعمال کر کے ان کو تشدد سے روکے گی۔ اسی طرح کانگرسی گورنمنٹیں جو پولیس کی امداد دیں گی۔ وہ کیا ہوگی۔ وہ اگر تشدد نہ کرے گی۔ تو اور کس طریق سے پکٹنگ کرنے والوں کے اس طریق عمل کا انسداد کریگی جسے آج گاندھی جی بھی "خالص تشدد" قرار دے رہے ہیں۔ لیکن اگر کانگرسی گورنمنٹوں کی پولیس بھی تشدد سے کام لے گی۔ لاٹھی چارج کرے گی۔ حتیٰ کہ ضرورت کے وقت گولی چلانے سے بھی دریغ نہ کریگی۔ جیسا کہ حال ہی میں ضلع فیض آباد میں ہندو مسلم فساد کے موقعہ پر گولیوں کی بوچھاڑ کرچکی ہے۔ تو پھر کہاں گیا گاندھی جی کا عدم تشدد اور کہاں گیا ان کا یہ عقیدہ کہ اہنسا کی طاقت کے ذریعہ انسان تلوار کے بغیر تلواروں سے مسلح آدمیوں کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

الکتاب والحکمۃ

بعض مضامین کے متعلق قرآن مجید سے استدلال

از حضرت میر محمد اسماعیل صاحب

(۲۸۳) قرآن مجید کی قسمیں

والفجر۔ ولیالٍ عشرٍ والشفع والوتر۔ والیل اذا یسر۔ قرآن مجید جن چیزوں کی قسمیں کھاتا ہے۔ انکو بطور شہادت اس صداقت کے پیش کرتا ہے۔ جسے قسموں کے بعد بیان کیا جاتا ہے۔ بعض قسموں میں گزشتہ واقعات کا اشارہ ہوتا ہے۔ اور وہ واقعات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر گواہ ہوتے ہیں اور بعض قسموں میں آئندہ کے واقعات کی پیشگوئی ہوتی ہے۔ تا وہ پیشگوئی پوری ہوکر اس زمانہ میں حضور کی صداقت پر گواہ ہو۔ اس قسم میں جو اوپر کی آیات میں ہے۔ دونوں طرح کے معنی موجود ہیں (۱) اول آئندہ کے لئے پیشگوئی کرنا تا کہ اس پیشگوئی کی صداقت کو دیکھ کر لوگ قرآن پر اور آنحضرتؐ پر ایمان لائیں اس صورت میں اس کے معنی یوں ہونگے فجر سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ جیسا کہ احادیث میں کسی صحابی کا شعر آتا ہے ؎

وفینا رسول اللہ یتلوا کتابہٗ
اذا انشق معروفٌ من الفجر ساطع

اس کے بعد دس راتیں یعنے دس صدیاں گزریں گی جو شوکت اسلام کی صدیاں ہونگی پھر دو اور ایک یعنے تین صدیاں اسلام کے تنزل کے زمانہ کی گزریں گی۔ پھر ان تیرہ صدیوں کے بعد ایک عظیم الشان لیلۃ القدر کا زمانہ آئیگا جو مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہوگا۔ اور یہ سب باتیں پوری ہوکر گواہ ہونگی اس صداقت کی جو اس سورۃ کی اگلی آیات میں بیان کی گئی ہے۔ (۲) دوسرا مطلب اس قسم کا گزشتہ واقعات کو بطور شہادت پیش کرنا ہے۔ تا کہ اس سے اگلی آیتوں کے لئے شہادت پیدا ہوسکے۔ پس معنے یوں ہوئے۔ اس فجر کے وقت کو میں بطور گواہ کے پیش کرتا ہوں جس فجر میں کہ ثمود پر عذاب آیا تھا۔ (فاخذتھم الصیحۃ مصبحین۔ حجر) اور عاشورہ کی ان دس راتوں کو بطور گواہ کے پیش کرتا ہوں۔ جن میں موسےٰ اور بنی اسرائیل نے فرعون سے نجات حاصل کی اور بھاگ کر مصر سے نکل گئے۔ حتیٰ کہ فرعون غرق ہوگیا۔ اور جفت اور طاق کی قسم کھاتا ہوں یعنے ان آٹھ راتوں اور سات دنوں کی (سبع لیالی وثمانیۃ ایام) جن میں عاد کی قوم تباہ ہوئی۔ اور ہر عذاب ومصائب کی رات کو گواہ پیش کرتا ہوں جس رات میں دنیا میں خدا کا عذاب کسی رنگ میں بھی نازل ہوا۔ اب یہ قرینہ کہ ان قسموں سے ثمود اور عاد اور فرعون کے عذابوں کے اوقات مراد ہیں۔ اس وجہ سے درست ہے کہ اگلی آیات اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ چنانچہ الم تر کیف فعل ربک بعاد۔ اور ثمود الذین جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی الاوتاد سے ساری حقیقت کھل گئی۔ باقی والیل اذا یسر سے عمومی طور پر ہر قسم کے عذاب اور مصائب مراد لے لو۔ کیونکہ عذاب اور آفات ظلمت شب سے مشابہ ہیں۔ اور نافرمانیوں اور بدکرداریوں کا نتیجہ ہوا کرتے ہیں۔ اور عموماً رات کو ہی نازل ہوتے ہیں جب لوگ غفلتوں میں سرشار اور بدمست پڑے ہوتے ہیں۔ جیسے کوئٹہ کا زلزلہ یا جنگ احزاب کی یخ کن آندھی۔ یا لوط کی قوم کا عذاب۔

(۲۸۴) بعض تعریفیں صرف بریت کے لئے ہیں

قرآن مجید میں بعض انبیا کی خاص تعریفیں کی گئی ہیں۔ وہ اس لئے نہیں کہ دوسرے نبی ایسے نہ تھے۔ بلکہ اس لئے کہ لوگ ان کے ذمہ بعض بڑے الزام اور بہتان لگاتے تھے۔ اس لئے ان کی بریت کی گئی۔ دوسروں پر چونکہ ایسے الزام تھے ہی نہیں اس لئے ان کی بریت کی کوئی ضرورت پیش نہ آئی۔ سو یہ باتیں فضیلت کے لئے نہیں بلکہ بریت کے لئے ہیں مثلاً سلیمان علیہ السلام کو کہا گیا اس نے کفر نہیں کیا۔ یہ اس لئے کہ ان کے دشمن یہودیوں نے ان پر یہ الزام لگایا تھا۔ کہ انہوں نے ملکہ سبا کو اپنے گھر میں بت پرستی کی اجازت دے رکھی تھی۔ بلکہ وہ خود بھی اس شرک میں شریک تھے اسی طرح مسیح علیہ السلام کو کہا کہ خدا تعالےٰ نے ان کا رفع اپنی طرف کیا۔ یہ اس لئے کہ یہود ان کو مصلوب اور ملعون اور خدا کی رحمت سے دور مانتے تھے۔ اس لئے بریت کی گئی۔ حضرت ابراہیم کو صدیق کہا گیا۔ اس لئے کہ لوگ ان کو جھوٹ بولنے والا کہتے تھے۔ ورنہ یوں تو سبھی انبیاء صدیق ہوتے ہیں۔ مریم کو اس لئے صدیقہ کہا گیا اور اسے اور اس کے بیٹے کو اس لئے مس شیطان سے پاک بیان کیا گیا۔ اور ان کو احصنت فرجھا کا سرٹیفکیٹ دیا گیا۔ کہ ان پر بدکاری اور ناجائز ولادت کا الزام تھا۔ اور یحیےٰ علیہ السلام کی پیدائش اور موت کے دن کو سلامتی کا دن اسلئے کہا گیا تا کہ کوئی شخص ایک بڈھے پھونس کے ہاں بیٹا ہوتا کسی مشتبہ امر کا نتیجہ نہ سمجھے۔ اور ان کا جوان ہی قتل ہوجانا ان کی ناکامی کی دلیل نہ بنائے۔ اسی طرح داؤد کو اواب (یعنے ہر وقت خدا کی طرف متوجہ) کہا گیا۔ کیونکہ ان پر غیر کی بیوی کی طرف توجہ کرنے کا الزام تھا۔

(۲۸۵) ایمان کا حصہ اور انتظام کا حصہ

جنگ بدر کے بعد حق تعالےٰ نے جہاد کے متعلق ایک عجیب تفصیل بتائی۔ یا ایھا النبی حرّض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین۔ وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفاً من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون۔ الاٰن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین (انفال) یعنے اے نبی مومنوں کو جنگ کے لئے آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے بیس صابر آدمی ہوں گے تو دو سو پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ یہ اس لئے کہ کافر بے عقل لوگ ہیں۔ لیکن اب شروع شروع میں تم پر تخفیف کی جاتی ہے کیونکہ تم کمزور ہو۔ اس لئے اگر ایک سو صابر مومن ہوں گے تو وہ دو سو کافروں پر غالب ہوں گے۔ اور اگر ایکہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے۔ اور اللہ ان صابرین کے ساتھ ہے۔ مطلب یہ کہ آگے چلکر جب ضعف جاتا رہے گا۔ تو سو مومن ہزار کافر پر غالب ہوا کریں گے مگر اب جبکہ تم کمزور ہو تو سو مومن دو سو کافروں پر غالب ہوں گے۔ یہاں ضعف کے معنے ضعف ایمان کے ہرگز نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اس زمانہ میں جو ایمان تھا ویسا پختہ ایمان پھر کبھی دنیا نے نہیں دیکھا وہ سابقون الاولون کا وقت تھا اور بہترین مومن اور ہر طرح آزمائش شدہ مہاجرین اور انصار اس وقت موجود تھے۔ پس ایمان کے ضعف کا سوال نہیں بلکہ یہاں ضعف اور کمزوری سے انتظام اور organization اور ہتھیار اور روپیہ۔ تجربہ۔ رسد رسانی اور فوجی تیاری کا ضعف مراد ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر صرف ایمان ہی ایمان ہو۔ اور آرگنائزیشن وغیرہ نہ ہو۔ تو ایک مومن دو کافر پر غالب ہے۔ اور اگر ایمان اور آرگنائزیشن دونوں ہوں تو ایک مومن دس کافروں پر غالب ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جنگ میں ایمان کی نسبت انتظام اور آرگنائزیشن کا پلہ بہت زیادہ بھاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں جہاد منع کردیا گیا۔ کیونکہ یاجوج ماجوج کی فوجی قوت اور آتشیں ہتھیار اور انتظام یہ سب ملکر اس ایمانی قوت سے بہت زیادہ بھاری ہیں۔ جن کے ساتھ کوئی فوجی انتظام ان کی برابری کا نہ ہو۔ غرض اس حساب سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ جنگ میں ایمان کا غلبہ اگر ایک گنا ہے تو فوجی انتظام تجربہ لیاقت مال ہتھیار وغیرہ...

حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے

از جناب مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری

انجیلی روائت بنیاد نہیں بن سکتی

الفضل ۲۱ جون میں خاکسار کا ایک مضمون بعنوان "حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے" شائع ہوا ہے۔ اس مضمون پر استاذی المکرم جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے تعاقب فرمایا۔ اور تین اقساط میں اپنا مضمون "حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل کئے گئے تھے" شائع کیا۔ میرے مضمون کی روح یہ تھی۔ کہ قتل یحییٰ علیہ السلام کے خیال کا مصدر قرآن مجید نہیں بلکہ اناجیل کی ایک غیر یقینی روائت ہے۔ اور "ہم محض انجیلی روائت پر بنیاد رکھ کر حضرت یحییٰ کو مقتول نبی تسلیم نہیں کر سکتے۔" (الفضل ۲۱ جون)

جناب مولوی صاحب نے اس طرح سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"اس جگہ میں اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہم محض انجیلی روائت کی بناء پر حضرت یحییٰ کے قتل کا اثبات ہرگز نہیں کرتے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد اور قطعی فیصلہ کی بناء پر یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔"

(الفضل ۲۶ جون)

جہاں تک میرے اور تمام احمدیوں کے عقیدہ کا تعلق ہے۔ یہ بالکل واضح اور غیر مبہم حقیقت ہے کہ اگر کسی مسئلہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قطعی فیصلہ فرما دیں۔ تو ہم سب کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں گی۔ اور ہم سب اپنی عقلوں علوم اور تحقیقات کو جو اس کے خلاف ہوں بلحض غلط سمجھ کر ردی کی طرح پھینک دیں گے۔ کیونکہ خدا کے فرستادہ اور حکم عدل کا فیصلہ ہی بہرحال درست اور قابل قبول ہے۔ اسی راسخ عقیدہ کی وجہ سے میں نے اور بہت سے دیگر دوستوں نے جناب مولوی صاحب کے مضامین کے بعض حصوں کو حیرت و استعجاب کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ انسان اپنے خیال کے مطابق غیرت ایمانی کے ماتحت بعض دفعہ سختی بھی اختیار کر لیتا ہے۔ مگر میرے ناقص فہم میں جناب مولوی صاحب اس موقعہ پر دوسرا طریق بھی اختیار فرما سکتے تھے۔ تاہم مجھے ان سے شکوہ نہیں۔ وہ میرے استاد ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک روائت

میں نے مندرجہ بالا مضمون بمبئی سے لکھا تھا۔ میرے ذہن میں فولادی میخ کی طرح یہ بات قائم تھی۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قتل انبیاء کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ سلسلہ کا پہلا اور پچھلا نبی تو بہرحال قتل نہیں ہو سکتا۔ درمیانی انبیاء میرے راستہ میں نہیں آئے۔ اس لئے ان کا حال مجھ پر نہیں کھولا گیا (ملخصاً) اس روائت کا صاف مطلب یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتل یحییٰ علیہ السلام وغیرہ کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں فرمایا۔ لہذا اس سلسلہ میں تحقیق سے اگر یہ ثابت ہو کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ تو اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قطعی فیصلہ کے خلاف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ روائت میں نے بارہا سنی مگر یاد نہ رہا تھا کہ اس کے راوی کون بزرگ تھے۔ قادیان آنے پر معلوم ہوا کہ استاذی المکرم حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سے میں نے یہ روائت سنی تھی۔ انہوں نے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ہاں میری موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مرتبہ یہی جواب دیا ہے یہ قطعی اور یقینی بات ہے۔ اور میں نے خود اسے بارہا بیان کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا قطعی فیصلہ

اب غور طلب یہ امر ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قطعی فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ حضرت یحییٰؑ قتل کئے گئے ہیں۔ میں نے جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے مضمون کی تمام اقساط کو بغور پڑھا ہے۔ جناب مولوی صاحب کے پیشکردہ حوالجات میرے نزدیک قطعی فیصلہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ ازالہ اوہام۔ تحفہ گولڑویہ اور حمامۃ البشریٰ کی عبارتیں خود بتا رہی ہیں۔ کہ ان میں الزام خصم کے طور پر انجیلی روائت کو مخالفین کے مسلمات کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ جس طرح نصاریٰ قتل یحییٰ کے قائل ہیں۔ اسی طرح اکثر مفسرین بھی اس انجیلی روائت کو اپنی تفاسیر میں تسلیم کر چکے ہیں۔ مسلمات خصم کو بطور استشہاد پیش کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عام طریق تھا۔ ازالہ اوہام کے زیر بحث حوالہ کے انجیلی بیان کی بناء پر ہونے کا قطعی ثبوت یہ ہے۔ کہ وہاں پر لکھا ہے "انجیل سے ثابت ہے" الخ "انجیل میں" ہے۔ تحفہ گولڑویہ ص ۱۹۶ پر توصاف طور پر متی ۱۷ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جہاں پر حضرت مسیح ناصری نے فرمایا ہے "میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا لیکن انہوں نے اسکو نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی اس سے دکھ اٹھائیگا۔" حمامۃ البشریٰ کے ہر سہ حوالجات (ص ۴۳ ص ۴۵ وص ۴۹) اور تحفہ گولڑویہ ص ۱۷۱ پر اگرچہ انجیل کے حوالہ کا ذکر موجود نہیں۔ مگر ان تمام مقامات پر غیر احمدیوں کو جو آئت وما قتلوہ وما صلبوہ میں نفی قتل و صلب کے فلسفہ پر غور کر کے حضرت مسیح کے رفع روحانی کے قائل نہیں بتایا گیا ہے کہ محض خدا کی راہ میں قتل ہو جانا توہین انبیاء نہیں۔ اور اسی ضمن میں حضرت یحییٰؑ کے قتل کے خیال کو جو ان کا مسلمہ تھا پیش کیا گیا ہے۔ تا وہ سمجھ سکیں۔ کہ آئت وما قتلوہ کا مدعا صرف یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کا رفع روحانی ثابت کرے۔ چنانچہ حمامۃ البشریٰ کے الفاظ فخذ منی ھذہ النکتۃ وکن من المصدقین میں آئت وما قتلوہ سے اثبات رفع روحانی کو ہی لطیف نکتہ قرار دیا گیا ہے۔ اور فقرہ فتفکر واطلب صراط المھتدین ولا تجلس مع الغاوین میں بھی اسی استدلال صحیح کو ہدائت یافتہ لوگوں کا طریق بتایا گیا ہے۔ نہ کہ حضرت یحییٰ اور دیگر نبیوں کے قتل کو ہدائت کا طریق اور نکتہ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ استاذی المکرم جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے طرز بیان اور ظاہر الفاظ سے وہم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبہ پر ذرا سا تدبر کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ بے شک حمامۃ البشریٰ ص ۴۹ (پہلا ایڈیشن ص ۳۱) پر لکھا ہے۔ ان یحیی قد قتل مگر ساری عبارت یوں ہے۔

والعجب منھم انھم یؤمنون بأن اللہ انزل فی القرآن آیات فیھا ذکر وفاۃ المسیح ثم یظنون انہ حیّ جالس فی السماء الثانیۃ مع ابن خالتہ یحیی النبی الشھید علی نبینا و علیھم السلام ولا یتفکرون ولا ینظرون الی ان یحییٰ قد قتل ولحق بالموتیٰ فکیف جمع اللہ الحیی بالمیت وما للموتیٰ والاحیاء فالعجب کل العجب! ثم یجمعون فی عقائدھم اختلافات کثیرۃ ولا یتنبھون علیٰ ذالک

یعنی غیر احمدیوں پر تعجب ہے کہ ایک طرف تو وہ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسی آیات نازل کی ہیں۔ جن میں وفاتِ مسیح کا ذکر ہے۔ دوسری طرف وہ گمان کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح زندہ ہی دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰ شہید کے پاس بیٹھے ہیں۔ وہ اس بات پر غور و تدبر نہیں کرتے۔ کہ جب حضرت یحییٰ قتل ہو کر مردوں سے جا ملے۔ تو اب خدا تعالیٰ نے زندہ کو فوت شدہ کے ساتھ کیونکر جمع کر دیا مُردوں اور زندوں میں کیا تعلق؟ پس تعجب پر تعجب یہ ہے۔ کہ غیر احمدی لوگ اپنے عقائد میں بہت سے تناقضات جمع کر رہے ہیں۔ اور اس پر آگاہ نہیں ہوتے:۔

اس عبارت سے اگرچہ قتل یحییٰ پر استدلال کیا جا سکتا ہے مگر متبادر الی الذہن یہی معنے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے اثبات کے لئے ان کا وفات یافتہ نبی حضرت یحییٰ کے پاس ہونا بطور دلیل پیش فرما رہے ہیں۔ حضرت یحییٰ کا وفات یافتہ ہونا خواہ قتل سے ہو۔ یا طبعی موت سے۔ غیر احمدیوں کو مسلم ہے۔ میرے ناقص فہم میں اس عبارت کو بھی حضرت یحییٰ کے قتل کے متعلق "قطعی فیصلہ" قرار نہیں دیا جا سکتا:۔

پس ازالہ اوہام۔ تحفہ گولڑویہ اور حمامۃ البشریٰ کے مندرجہ بالا حوالجات اگر یقینی اور قطعی طور پر انجیلی روایت کے ذکر اور مسلمات خصم کے بیان پر مشتمل نہ مانے جائیں۔ تو بھی ان کے اندر اس احتمال کا ہونا بلاشبہ یقینی ہے۔ لہٰذا ان کو حضرت یحییٰ کے قتل کے بارے میں قطعی فیصلہ قرار دینا مشکل ہے:۔

عدم قتل انبیاء کے متعلق حضرت مسیح موعود کا قطعی فیصلہ

اب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیگر عبارتوں پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے میں مندرجہ ذیل حوالجات پیش کرتا ہوں حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی قدیم سنتوں اور عادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ جب مخالف اس کے نبیوں۔ اور ماموروں کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو ان کے ہاتھ سے اس طرح بھی بچا لیتا ہے کہ وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہم نے اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ حالانکہ موت تک اس کی نوبت نہیں پہنچتی۔ اور یا وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ اب وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ حالانکہ وہیں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اور ان کے شر سے بچ جاتا ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۳۶ و ۲۳۷)

یہ عبارت نہایت واضح ہے اور تحفہ گولڑویہ کے ہی آخر میں اس کا آنا صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ قتل یحییٰ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ محض مسلمات خصم کا بیان ہے۔ ورنہ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔ کہ خدا کے نبی اور مامور کے مخالف اسے قتل کرنا چاہیں۔ اور اس خواہش میں کامیاب ہو جائیں حضرت اقدس کا فقرہ "اس طرح بھی بچا لیتا ہے" صاف بتاتا ہے۔ کہ نبیوں کو قتل سے بچانا تو بہر حال سنت اللہ ہے مگر بعض انبیاء کو اللہ تعالیٰ اس طرح بھی بچا لیتا ہے کہ دشمن خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم نے قتل کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا ہوتا:۔

۲۔ ولما جاءھم امام بما لا تھوی انفسھم ارادوا ان یقتلوہ وھم یعلمون وما کان لبشر ان یموت الا باذن اللہ فکیف المرسلون۔ انہ یعصم عبادہ من عندہ ولو مکر الماکرون۔

(اعجاز المسیح صفحہ ۵ طبع فلسطین)

ترجمہ:۔ جب ان لوگوں کے پاس امام (خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام) وہ تعلیم لایا جسے ان کے نفس پسند نہ کرتے تھے۔ تو انہوں نے دیدہ دانستہ اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ حالانکہ کوئی انسان بھی بجز اذن الٰہی فوت نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اس کے مرسلوں کو قتل کیا جا سکے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے خاص سامانوں کے ذریعہ اپنے رسولوں کو قتل سے محفوظ رکھتا ہے۔ خواہ مکر کرنے والے ہزار مکر کریں"۔

فقرہ انہ یعصم عبادہ من عندہ۔ مرسلین کے عدم قتل پر واضح نص ہے:۔

۳۔ ان الذین یفترون علی اللہ لا یکون لھم خیر العاقبۃ و یعادیھم اللہ فیقتلون تقتیلا ویطوی امرھم باسرع حین فلا تسمع ذکرھم الا قلیلا واما الذین صدقوا وجاءوا من ربھم فمن ذا الذی یقتلھم او یجعلھم ذلیلا ان ربھم معھم فی صباحھم وضحاھم وھجیرھم واذا دخلوا اصیلا:۔

ترجمہ:۔ جو لوگ افترا علی اللہ کرتے ہوئے مدعی نبوت بنتے ہیں۔ ان کا انجام ہرگز اچھا نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا ان کا دشمن ہو جاتا ہے۔ اور وہ بری طرح قتل کئے جاتے ہیں۔ ان کی صف جلد لپیٹ دی جاتی ہے تھوڑے دنوں تک ہی ان کا نام سنائی دے گا۔ ہاں جو لوگ اپنے دعوائے نبوت میں سچے ہوتے ہیں۔ اور اپنے رب کی طرف سے آتے ہیں۔ کون ہے جو ان کو قتل کر سکے۔ یا ان کو ذلیل و رسوا کر سکے؟ (ہرگز کوئی نہیں) ان کا خدا ہر وقت۔ اور ہر گھڑی ان کے ساتھ ہوتا ہے"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۹۲)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت کھلے الفاظ میں فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت قتل کئے جاتے ہیں۔ اور صادق انبیاء و مرسلین ہرگز قتل نہیں کئے جاتے کاذبوں کے لئے "فیقتلون تقتیلا" فرمایا۔ اور سچے نبیوں کے حق میں فمن ذا الذی یقتلھم فرمایا۔ فقرہ فمن ذا الذی یقتلھم میں بلا انتہا زور ہے۔ کیا اس استفہام انکاری کے جواب میں کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ہاں یہود۔ یا ہیرودیس ان کو قتل کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اگلے فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سچے مدعی نبوت کے قتل ہو جانے کے معنے یہ ہیں۔ کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال نہ تھی۔ جو ناممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ صادق و کاذب میں ضرور فرق کر کے دکھلاتا ہے ؎

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں اور سچے ہوویں شرمسار

یہ تینوں عبارتیں ایسی ہیں کہ ان سے قتل انبیاء علیہم السلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا عقیدہ روز روشن کی طرح واضح ہے۔ پس اس عقیدہ کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ انجیلی روایت۔ یا غیر احمدیوں کے مسلمہ خیال در بارۂ قتل یحییٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور وہ بھی بطور الزام خصم اس باب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قطعی فیصلہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے قطعی فیصلہ کی بنیاد قرآن مجید یا اپنی وحی پر رکھا کرتے ہیں۔ اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے متعلق کسی آیت یا وحی سے ہرگز اجتہاد نہیں فرمایا۔ اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میں مندرجہ بالا اقتباسات کے ماتحت کہہ سکتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبیوں کے قتل نہ ہو سکنے کے متعلق قطعی فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام یقیناً ان نبیوں میں شامل ہیں:۔

عدم قتل نبی کا عقیدہ مشرکانہ نہیں

جناب مولوی صاحب نے آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افأن مات او قتل کو پیش کر کے تحریر فرمایا ہے:۔ "اس قسم کا عقیدہ کہ کوئی نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ دراصل ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔"

جس میں بالواسطہ طور پر ان کو رسالت اور نبوت کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر پہنچایا جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے آپ کے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کے لئے قتل کے جواز کی دلیل یہ دی ہے۔ کہ آپ کوئی خدا نہیں۔ بلکہ صرف رسول ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ آپ کے قتل کے جواز سے انکار کرنا گویا آپ کو خدائی کے مقام پر کھڑا کرنا ہے۔ الخ"

جواباً عرض ہے کہ اول تو آیت مذکورہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے قتل کا امکانِ عقلی فرض کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضور کا واقعی قتل وعدۂ حتمی واللہ یعصمک من الناس کے خلاف ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس جگہ فرمایا ہے:۔

"فرض کرلو کہ وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے۔ یا مارے گئے۔ تو کیا وہ دین جو تم نے قبول کیا۔ وہ چھوڑ دوگے اور پھر اس بت پرستی کی طرف لوٹ جاؤ گے" (درس القرآن)

دوم:۔ جناب مولوی صاحب نے تیسری قسط میں "تذکرۃ الشہادتین" کے حوالہ سے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قتل بوجہ بانی سلسلہ ہونے کے ناممکن تھا۔ اندریں صورت آپ کا مندرجہ بالا استدلال قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اگر مطلق نبی کے عدم قتل کا اعتقاد رکھنا اسے خدا بنانا ہے۔ تو کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ سلسلہ کے اولین نبی کے عدم قتل کا اعتقاد رکھنا بھی اسے مقام الوہیت تک پہنچانا ہے۔ کیونکہ آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل تو نازل ہی اس ذات ستودہ صفات کے حق میں ہوئی ہے۔ جو سلسلہ محمدیہ کا بنیادی پتھر ہے صلے اللہ علیہ وسلم

اصل بات یہ ہے۔ کہ مخلوق کے متعلق خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ فنا نہیں ہو سکتے۔ انہیں بقاء ذاتی حاصل ہے۔ شرک ہے لیکن خدا کے قانون کی اتباع میں کسی کو بھی محل موت یقین کرتے ہوئے محض اللہ کے حکم سے باقی رہنے والا ماننا شرک نہیں چہ جائیکہ نبیوں کو ایک خاص قسم فناء یعنی صرف قتل سے محفوظ ماننا شرک ہو۔ کیا ہم باذن الٰہی اہل جنت کے بقاء دائمی کے قائل نہیں؟ کیا یہ مشرکانہ عقیدہ ہے؟ کیا ہم نبیوں کے جذام وغیرہ ناپاک امراض سے محفوظ رہنے کے قائل نہیں۔ کیا یہ شرک ہے؟ ہم نبیوں کو انسان مانتے ہیں۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ایسے انسان ہیں۔ کہ ان کی سپر ان کا خدا ہوتا ہے۔ وہ ان کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ ذاتی طور پر قتل ہو سکتے ہیں۔ ان کے قتل کا عقلی امکان موجود ہے۔ مگر خدا تعالےٰ ان کو خود قتل ہونے سے بچاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب فرمایا کہ فمن ذالذی یقتلہم؟ تو ساتھ ہی اس کی وجہ بھی ان دجالہم معہم میں بیان فرما دی ہے۔ پس یہ عقیدہ ہرگز مشرکانہ عقیدہ نہیں ہے

مدعی نبوت کا قتل اور یہود کا اعتقاد

جناب مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے:۔

"حضرت مسیح کی نسبت یہود کا الزام مطلق قتل کا نہیں تھا۔ بلکہ صلیبی موت کے ساتھ قتل کا تھا۔ اور اس قسم کی موت توریت کی رو سے لعنتی موت ہوتی ہے۔ لیکن حضرت یحییٰ کے متعلق صلیبی موت کا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ اس لئے کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ ان کے قتل کی نفی کی جاتی۔ کیونکہ مجرد قتل کو لعنت کا مستلزم وہ مانتے ہی نہیں تھے۔"

میرے نزدیک جناب مولوی صاحب کا یہ بیان بھی نظر ثانی کے قابل ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ

الف:۔ "یہودیوں کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کر دیا۔ اس قول سے یہودیوں کا مطلب یہ تھا کہ عیسیٰ کا مومنوں کی طرح خدا تعالےٰ کی طرف رفع نہیں ہوا۔ کیونکہ توریت میں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا پیغمبر قتل کیا جاتا ہے۔ پس خدا نے اس کا جواب دیا کہ عیسیٰ قتل نہیں ہوا۔ بلکہ ایمانداروں کی طرح خدا تعالےٰ کی طرف اس کا رفع ہوا۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۱۶۵ حاشیہ)

ب:۔ "اصل بات تو یہ تھی۔ کہ توریت کی رو سے یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ اگر نبوت کا دعوےٰ کرنیوالا مقتول ہو جائے۔ تو وہ مفتری ہوتا ہے۔ سچا نبی نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی صلیب دیا جائے۔ تو وہ لعنتی ہوتا ہے۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۶۷ طبع دوم)

پس اس صورت میں یہ نہایت ضروری تھا۔ کہ اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا تھا۔ تو وہ یہود کے نزدیک از روئے توریت سچے نبی نہیں ٹھہر سکتے۔ اور اس کی تردید کی ضرورت تھی۔ لیکن قرآن مجید کا براہ راست تردید نہ کرنا بتاتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا افسانہ سراسر غلط ہے۔ ورنہ یہود کو اس وجہ سے ضرور ملعون ٹھہرایا جاتا۔ کہ انہوں نے خدا کے ایک سچے نبی کو قتل کر کے کاذب ثابت کیا۔ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ماتحت (نعوذ باللہ) اسے ملعون گردانا۔

یقتلون النبیین کے صحیح معنے

جناب مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توریت کے متعدد حوالجات پیش فرمائے ہیں۔ "جن میں سے بعض حوالجات میں بظاہر کامیابی کی شرط کا کوئی ذکر نہیں اور بادی النظر میں ان سے یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ گویا کوئی سچا نبی قتل ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن یہ کلیہ درست نہیں چنانچہ قرآن کریم نے جو تمام الہامی کتابوں کی صداقتوں کا جامع اور ان کے ناقص اور ناتمام پہلوؤں کو کامل کرنے والا ہے۔ اس بارہ میں یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ ویقتلون النبیین بغیر الحق (بقرہ ع۷) یعنی ناحق اور ظلماً مارا جانا کوئی ذلت کی موت یا کسی مدعی نبوت کے کاذب ہونے کی علامت نہیں۔ کیونکہ ایسی موت انبیاء پر بھی آسکتی ہے۔ اور آتی رہی ہے۔" (الفضل ۱۰ر جولائی)

گویا جناب مولوی صاحب کے نزدیک کامیابی سے پہلے تو کوئی نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ کہنا کہ کوئی سچا نبی مطلق طور پر قتل ہو ہی نہیں سکتا یہ کلیہ درست نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے ویقتلون النبیین میں یہ بتایا ہے۔ کہ نبی قتل ہو سکتے ہیں۔ اور فی الواقع قتل ہوئے ہیں۔ میں نہایت ادب سے اپنے محسن استاد کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ شاید جناب کی نظر سے یقتلون النبیین کے وہ معنے اوجھل ہو گئے جو اس آیت کے احمدی علماء کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی زیر نگرانی شائع ہو چکے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"یقتلون النبیین اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ بنی اسرائیل نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ ... پس یقتلون النبیین سے یہ مراد نہیں۔ کہ وہ فی الواقع نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ ... کبھی قتل کا لفظ صرف کوشش قتل یا ارادہ قتل پر بھی بولا جاتا ہے" (پارہ اول ص۵۹-۶۰)

پس جس آیت سے جناب مولوی صاحب نے اس کلیہ کو غلط ثابت کرنا چاہا تھا۔ کہ کوئی سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا اس کا وہ مطلب جماعت احمدیہ کو مسلم نہیں جس کی رو سے اس کلیہ کو غلط قرار دیا جا سکے ہاں کوشش قتل تمام نبیوں کے خلاف کی گئی۔ مگر دشمن ناکام و نامراد رہے

صادق انبیاء کے قتل نہ ہونے کا کلیہ

میں اس جگہ بصراحت کہنا چاہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے محض عقلی طور پر امکانِ قتل تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بشر رسول ہوتے ہیں ورنہ امر واقع یہی ہے کہ خدا تعالےٰ سب نبیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس حفاظت میں سے سلسلہ کے

پہلے اور پچھلے نبی کو حصہ وافر دیا جاتا ہے کیونکہ ان کے خلاف عدیم النظیر منصوبے ہوتے ہیں۔ احزاب مل کر ان کو تہ تیغ کرنا چاہتے ہیں اس لئے ان کے لئے غیر معمولی نصرت کی جاتی ہے۔ آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصلحین (اعراف ۱۹۵-۱۹۶) کہہ دے کہ اے مشرکو! تم اپنے معبودوں یا ساتھیوں کو بلا کر میرے خلاف تمام منصوبے کر لو اور مجھے مہلت نہ دو لیکن یاد رکھو کہ تم میرا کچھ بگاڑ نہ سکو گے کیونکہ اس کتاب کا نازل کرنے والا خدا میرا دوست ہے اور وہ قدیم سے اور ہمیشہ تک مقام نبوت پر سرفراز ہونے والے برگزیدوں کا کارساز رہا ہے اور رہے گا۔ پھر حضرت ہود علیہ السلام اپنے مخالفین سے فرماتے ہیں۔ انی اشھد اللہ واشھدوا انی بریٔ مما تشرکون۔ من دونہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون۔ انی توکلت علی اللہ ربی وربکم۔ کہ اے لوگو! میں خدا کو گواہ ٹھہراتا ہوں تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے باطل معبودوں سے بیزار ہوں تم سب مل کر میری ہلاکت کی تدبیریں کرو اور ناگہانی حملہ کر دو مگر تم مجھے ہلاک نہیں کر سکتے کیونکہ میرا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ہود علیہ السلام کے چیلنج سے ظاہر ہے کہ سب نبی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور دشمن ان کو قتل کرنے۔ نیست و نابود کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مرسلین پر سلامتی ہوتی ہے۔ وسلام علی المرسلین

عدم قتل یحییٰؑ پر قرآنی شہادت

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا وارد ہوا ہے جس سے صاف استدلال ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے بلکہ طبعی موت سے فوت ہوئے ہیں۔ اس کے حل کرنے کے لئے استاذی المکرم جناب مولوی صاحب نے آیت قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی (النمل) کو پیش فرمایا ہے۔ حالانکہ یہ آیت خود عدم قتل انبیاء پر دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال کو نجات دینے اور قوم لوط کو تباہ کرنے کے بعد یہ فرمایا ہے جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ خدا کے فرستادے خدا کی حفاظت میں ہوتے ہیں یاد رہے کہ اس آیت میں قرینہ کے لحاظ سے رسولوں والا اصطفاء مراد ہے۔ عام مومنوں کا انتخاب مراد نہیں

نبی کا یحییٰ نام قتل کے منافی ہے

میں نے لکھا تھا کہ یحییٰ نام ہی قتل کے منافی ہے جواباً کہا گیا ہے کہ یہ "خوش فہمی" ہے۔ کیونکہ قرآن کریم ہر قتیل فی سبیل اللہ کا نام یحییٰ رکھتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کیا اس جواب کا یہ منشاء ہے کہ جس کا نام یحییٰ رکھا جاتے۔ وہ ضرور مخالفوں کے ہاتھوں قتل کیا جاتا ہے؟ یہ منشاء درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بھی یحییٰ رکھا ہے (تذکرہ ص۱۲۶ اور ص۳۹۴) اور پھر حضور کو مخاطب کر کے فرمایا۔ انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ جس کے ترجمہ میں یحییٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا" (تذکرہ ص۶۹۶)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو یحییوں اور ایک نبی کے ولد کا نام یحییٰ رکھا گیا ہے مؤخر الذکر دو یحییٰ نام والے دشمنوں کے ہاتھوں قتیل فی سبیل اللہ نہیں ہوئے بلکہ جس نبی کا اس زمانہ میں یحییٰ نام رکھا گیا وہ تو دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہو ہی نہ سکتا تھا۔ "خاتم الخلفاء کا قتل ہونا موجب ہتک اسلام ہے" (حقیقۃ الوحی ص۳۱۳) لہٰذا اقرب قیاس یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مامور کا نام یحییٰ قرار دے اسے دشمن قتل نہ کر سکیں۔ ورنہ اس تسمیہ کی کوئی خاص حکمت معلوم نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ بھی اسی قیاس کی تائید کرتے ہیں پس اس نام میں بھی یہی راز تھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے جا سکتے۔ دشمن سمجھے گا کہ میں نے انہیں قتل کر دیا مگر وہ قتل سے محفوظ رہیں گے۔

انجیلی روایت حضرت یحییٰؑ کی ناکامی کو مستلزم ہے

جناب مولوی صاحب نے آیت وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

"سو اللہ تعالیٰ نے ان (یحییٰ ع) کے متعلق پہلے سے وعدہ فرمایا کہ وہ ناکامی کی موت سے بچائے جائیں گے"

بے شک خدا تعالیٰ کے نبی ناکام نہیں ہوتے۔ اور یقیناً ان کو ناکامی کی موت سے بچایا جاتا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ ایک ایسے نبی کے لئے جسے اللہ تعالیٰ سیداً و حصوراً قرار دیتا ہو اس سے بڑھ کر اور کیا ناکامی ہو سکتی ہے کہ وہ دعوئ نبوت کے بعد صرف ایک سال چند ماہ تبلیغ کرنے نہ پایا تھا کہ دشمنوں نے زندان میں محبوس کر دیا۔ اور اسی حالت میں چند ماہ بعد ایک بدکار عورت کے اشارہ سے اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ یقیناً ایک مدعی نبوت کیلئے ناکامی کی یہ بدترین مثال ہے والعیاذ باللہ پس چونکہ حضرت یحییٰ کے متعلق انجیلی افسانہ قتل کو درست ماننا انہیں ناکام قرار دینا پڑتا ہے اسلئے وہ افسانہ غلط ہے اور اس افسانہ کے علاوہ کسی الہام یا وحی میں قتل یحییٰ ع کا اشارہ تک نہیں پایا جاتا لہذا سچ یہی ہے کہ حضرت یحییٰ ع نے ہیرودیس کی حکمت عملی سے قید خانہ سے رہائی پا کر دوسری جگہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"ہر ایک نبی کے لئے ہجرت مسنون ہے اور مسیح نے بھی اپنی ہجرت کی طرف انجیل میں اشارہ فرمایا ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۲۰ حاشیہ)

حضرت یحییٰؑ کی توفی اور طبعی موت کا ثبوت

اور بعد ازاں کافی عرصہ تک تبلیغ حق کرنے کے بعد طبعی موت سے فوت ہوئے۔ اور ان کا رفع روحانی ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رفع روحانی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

فما معنی ھذا الحدیث الا الحیوۃ الروحانی والرفع الروحانی الذی ھو سنۃ اللہ باصفیائہ بعد ما توفاھم

کہ اللہ تعالیٰ تمام نبیوں کا ان کی توفی کے بعد رفع روحانی کرتا ہے اس عبارت کے آگے اسی رفع روحانی کا حضرت مسیح حضرت یحییٰ اور جملہ انبیاء کے لئے اثبات فرمایا ہے (حمامۃ البشریٰ طبع اول ص۳۵) گویا حضرت یحییٰ ع کی توفی کا اثبات ہے پھر اسی کتاب کے ص۱۱۶ پر نبیوں کی دو قسمیں بیان فرماتے ہیں۔ (۱) جن کو اپنی زندگی میں نمایاں غلبہ دیا جاتا ہے ان کے متعلق فرمایا۔ ولا یتوفاھم الا بعد الفتح المبین (۲) جن کو زندگی میں پورا غلبہ تو نہیں دیا جاتا ہاں ان کو غلبہ کی بشارت حقہ اور آثار دئے جاتے ہیں ان کے متعلق فرمایا۔ وقد تقتضی حکمۃ اللہ تعالیٰ ودقائق مصالحہ انہ یتوفی نبیاً قبل مجیٔ ایام فتحہ واقبالہ

اس حوالہ میں لفظ توفی جو طبعی موت کے لئے وارد ہوا ہے۔ محل استدلال ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ جملہ نبیوں کی طبعی موت کو تسلیم فرمایا ہے۔ پھر ایک دوسری کتاب میں حضور تحریر فرماتے ہیں۔

وکان تولد یحیی من دون مس القوی البشریۃ وکذالک تولد عیسٰی من دون الاب وموتھما بدون ترک الورثۃ علامۃ لھذہ الواقعۃ"

(مواہب الرحمٰن ص۷۶)

یعنی حضرت یحییٰ و حضرت مسیح علیہما السلام کی ولادت خارق عادت اور وارثوں کی عدم موجودگی میں موت اس واقعہ (نبوت محمدیہ) کا نشان ہے

اس جگہ حضرت اقدس نے ان دو نبیوں کی پیدائش اور موت کو یکساں قرار دیا ہے ۔ "موتھما" فرمایا ہے ۔ یہ نہیں لکھا۔ کہ موت عیسیٰ وقتل یحییٰ" اس حوالہ کو حمامۃ البشریٰ کے مندرجہ بالا حوالہ کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک حضرت یحییٰ علیہ السلام کی توفی جملہ نبیوں کی طرح ہوئی۔ ان کی موت حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کی طرح طبعی طریق پر ہوئی ۔ وہ قتل نہ ہوئے ۔ دشمنوں کے ہاتھوں ناکام مارے نہیں گئے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر بھی فرمایا ہے :۔

خدا کے فضل نے کچھ اسباب پیدا کر دئے کہ وہ (مسیح ناصری علیہ السلام) صلیب پر سے زندہ اتارا گیا۔ اور پھر پوشیدہ طور پر باغبانوں کی شکل بنا کر اس باغ سے جہاں وہ قبر میں رکھا گیا تھا ۔ باہر نکل آیا۔ اور خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف چلا گیا ۔ اور ساتھ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ و آویناھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین یعنی اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی ۔ اور صاف پانی تھا۔ اور بڑے آرام کی جگہ تھی ۔ اور احادیث میں آیا ہے ۔ کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ بن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہونچ کر یحییٰ کا ہم نشین ہوا۔ کیونکہ اس کے واقعہ اور پہلے نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۲۷)

صاف ظاہر ہے ۔ کہ اس مشابہت سے حادثہ وفات کی مشابہت ہی مراد ہے ۔ پس معلوم ہوا ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا خیال درست نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

بالآخر میں جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے ایک تازہ خط کے مندرجہ ذیل اقتباس پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں ۔ جو یہ ہے ۔

"حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ تھا ۔ کہ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا ۔ بلکہ میں شہادۃً باللہ لکھتا ہوں کہ میں نے اپنے کانوں سے ان کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ میں چونکہ نبیوں سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ اس لئے میں بھی قتل سے محفوظ رہونگا شائد یہ بات انہوں نے کسی الہامی بشارت کی بناء پر کہی ہو یا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی مماثلت حفاظت پر قیاس فرماتے ہوئے۔"

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

ٹریکٹ "اظہار حق" پر ایک ناقدانہ نظر

(۲)

قبل از وقت پیشگوئی کا مفہوم اور نبی

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب جالندھری اپنے ٹریکٹ اظہار حق کے صفحہ ۳ پر زیر بحث نمبر ۳ لکھتے ہیں ۔

"بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں جن کا صحیح مطلب خود مرزا صاحب بھی نہیں سمجھ سکے ۔ اس لئے ان کے متعلق بھی رائے زنی کرنا قطعاً بے سود و بے معنی ہے"

جواباً عرض ہے کہ کسی پیشگوئی کا صحیح مطلب ہمیشہ اس کے پورا ہونے کے بعد کھلا کرتا ہے اس سے قبل عام حالات میں کوئی شخص پورے یقین اور وثوق سے نہیں کہہ سکتا ۔ کہ یہ کس رنگ میں پوری ہو ۔ لیکن اس کے پورا ہو جانے کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس کی صداقت میں شبہ کرتا ہے اور تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں پر باندھ کر اپنے انکار پر مصر رہتا ہے تو اس کو ہم سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَا یَھْدِیْھِمُ اللّٰہُ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔

اگر خدا تعالےٰ اپنے انبیاء میں سے کسی پر کسی پیشگوئی کا مطلب قبل از وقوع ظاہر فرما دے تو اور بات ہے ۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالےٰ ہر پیشگوئی کا مطلب اس کے پورا ہونے سے پہلے ضرور ظاہر کر دیا کرتا ہے ۔ اور جس پیشگوئی کا مطلب و معانی اس کے پورا ہونے سے پہلے نہ کھولے جائیں وہ قابل غور نہیں ہوتی ۔ اگر اس اصل کو مان لیا جائے تو ہمیں انبیاء کرام کی بہت سی پیشگوئیوں کو غلط قرار دینا پڑیگا کیونکہ ان کی بعض پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کچھ ہوتے اور وہ اس کا قبل از وقت مطلب کچھ اور سمجھتے رہے اگر خدا تعالےٰ کی سنت یہی ہوتی ۔ کہ وہ ہر پیشگوئی کے ساتھ ہی قبل از وقوع اس کا مطلب بھی ظاہر کر دیا کرتا ۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام پیشگوئیاں ہمیں اسی اصل کے ماتحت نظر آتیں ۔ لیکن برخلاف اس کے ہمیں نہ صرف قرآن کریم سے بلکہ احادیث سے بھی اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے بعض پیشگوئیوں کا مطلب ان کے پورا ہونے سے قبل ظاہر نہیں فرمایا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے ان کا جو مطلب سمجھا وہ اور تھا اور دراصل حقیقت کا انکشاف ان کے پورا ہونے کے بعد ہوا ۔ اس کے ثبوت کیلئے مندرجہ ذیل واقعات قابل غور ہیں۔

(۱) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جو کھجوروں والی ہے میں سمجھا کہ یمامہ یا ھجر کی طرف ہجرت کروں گا ۔ مگر واقعات نے ظاہر کیا کہ اس سے مراد مدینہ تھا"

(بخاری جلد ۲ باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

اس کشف سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جائے ہجرت یمامہ یا ہجر سمجھتے رہے لیکن بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ اصل مقام مدینہ تھا ۔ نہ کہ یمامہ یا ہجر

۲ ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپکی ازواج مطہرات نے دریافت کیا کہ حضور کی وفات کے بعد ہم میں سے کون سب سے پہلے فوت ہو کر حضور سے ملے گی ۔ آپؐ نے فرمایا اسرعکن لحوقاً بی اطولکن یداً یعنی تم میں سے جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں وہ مجھ کو سب سے پہلے ملیگی اسپر ازواج مطہرات اپنے ہاتھ ماپنے لگ گئیں ۔ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے اس وقت یہی سمجھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے حضرت سودہ رضؓ فوت ہونگی ۔ مگر برخلاف اسکے سب سے پہلے حضرت زینبؓ فوت ہوئیں تب صحابہ یہ سمجھے کہ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت تھی ۔ اور حضرت زینب چونکہ ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ سخی تھیں اس لئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق سب سے پہلے فوت

مندرجہ بالا واقعات کو دیکھتے ہوئے ہر سعید الفطرت انسان اس بات کے ماننے پر مجبور ہوگا کہ ہر پیشگوئی کا مطلب قبل از وقوع ظاہر ہونا ضروری نہیں۔ اگر ظاہر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ ظاہر نہ فرمائے تو قابل اعتراض بھی نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے متعلق یہ کہنا کہ "بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں جن کا مطلب خود مرزا صاحب بھی نہیں سمجھ سکے" اس لئے وہ قابل التفات نہیں بالکل ناجائز و نامناسب ہے۔ بے شک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی بعض پیشگوئیاں ایسی تھیں۔ جن کا مطلب خدا تعالیٰ نے اس وقت نہیں کھولا تھا۔ لیکن جوں جوں وہ پوری ہوتی گئیں ان کا مطلب خود بخود ظاہر ہوتا گیا اور اسی طرح جو پیشگوئیاں ابھی باقی ہیں۔ ان کا مطلب بھی اپنے موقع پر ظاہر ہوتا جائے گا۔

پورے ہونے سے قبل پیشگوئی کا اعلان

اس کے بعد نمبر ۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "بعض پیشگوئیاں ایسے وقت میں شائع کی گئیں جب کہ نتیجہ نکل چکا تھا اس لئے ایک مخالف انہیں بھی بناوٹی اور وضعی قرار دے سکتا ہے اس لئے ہم ان کے متعلق بھی تحقیق کرنا ضروری نہیں سمجھتے"

(اظہار حق ص۸)

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب نے لکھنے کو تو بڑے زوردار الفاظ میں لکھ دیا کہ "بعض پیشگوئیاں ایسے وقت میں شائع کی گئیں جب کہ نتیجہ نکل چکا تھا" لیکن مثال ایک بھی نہ دی۔ جس سے معلوم ہوتا کہ وہ کونسی ایسی پیشگوئی ہے جو پوری تو پہلے ہو چکی تھی۔ لیکن اس کا اعلان بعد میں کیا گیا۔ چونکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اس لئے ہم بھی اسے قابل التفات نہیں سمجھتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری ہونے والی اپنی ہر پیشگوئی کے متعلق جو قبل از وقت تحریر میں نہ آ چکی تھی۔ مسلم اور غیر مسلم ایسے شاہد پیش فرماتے ہیں جن سے پورے ہونے سے قبل ذکر کر دیا گیا تھا۔ اور یہ بھی اشاعت کا ایک طریق تھا۔ نمبر ۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "بعض پیشگوئیاں مبہم الفاظ میں ہیں۔ اس لئے ہم ان کو بھی نظر انداز کرتے ہیں" لیکن مولوی صاحب نے اس کی بھی کوئی مثال نہیں دی۔ چونکہ ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعود کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں جو مبہم الفاظ میں ہو اس لئے ہم مولانا کے اس اعتراض کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے قسم نمبر ۶ کو دیکھتے ہیں۔

وقت اور زمانہ کی قید

مولانا فرماتے ہیں۔ "بعض پیشگوئیوں میں وقت یا زمانہ کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ اس لئے ان کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا بھی مشکل ہے (اظہار حق ص۸) اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ اعتراض خدا تعالیٰ کی مقدس ہستی پر پڑتا ہے کہ اس نے کیوں وقت یا زمانہ کی قید نہ رکھی۔ کیونکہ غیب کے حالات و اخبارات کا انکشاف خدا تعالیٰ ہی اپنے برگزیدہ اور پیارے بندوں پر کیا کرتا ہے۔ اب یہ اس کی اپنی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ کسی پیشگوئی کے لئے کوئی میعاد یا وقت کی قید و حد بندی کرے یا نہ کرے نہ تو اس کی سنت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ ہر پیشگوئی کی میعاد ضرور مقرر کرے اور نہ ہی اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کسی پیشگوئی کی میعاد ہی مقرر نہ کرے جس خبر کی میعاد مقرر کر کے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو اطلاع دیتا ہے اس کو اسی طرح میعاد مقررہ کے مطابق خدا کے انبیاء بھی دنیا کو سنا دیتے ہیں لیکن جس پیشگوئی کی خدا تعالیٰ میعاد مقرر ہی نہیں فرماتا۔ اس کے لئے انبیاء کو بھی کوئی حق نہیں ہوتا کہ وہ اپنی طرف سے میعاد مقرر کریں۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تمام پیشگوئیوں کے لئے کوئی میعاد مقرر نہ تھی بعض ایسی بھی تھیں جو آپ نے بغیر کسی قید زمانہ کے دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ اور ایسی بھی تھیں جن کے لئے میعاد مقرر فرما دی کہ وہ اتنے عرصہ میں پوری ہو جائیں گی۔ اس کے ثبوت کے لئے میں ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ جس سے اس اعتراض پر کافی روشنی پڑ سکتی ہے

احادیث و تواریخ میں آتا ہے کہ غزوہ خندق کے لئے جب صحابہ کرام خندق کھود رہے تھے تو خندق کھودتے کھودتے ایک جگہ سے ایک پتھر نکلا جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتا تھا صحابہ کرام کی انتہائی کوشش کے باوجود جب کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ تو صحابہ کرام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ ایک پتھر ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے اور ایک کدال لیکر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے کدال اس پتھر پر ماری جس سے ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے زور سے فرمایا۔ اللہ اکبر اور فرمایا کہ مجھے مملکت شام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم اس وقت شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں اس چوٹ سے پتھر کسی قدر شکستہ ہو گیا آپؐ نے اللہ اکبر کہہ کر دوسری دفعہ پھر کدال چلائی اور پھر ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے پھر اللہ اکبر کہا اور فرمایا اس دفعہ مجھے فارس کی کنجیاں دی گئیں اور مدائن کے سفید محلات بھی مجھے نظر آ رہے ہیں اس دفعہ پتھر کسی قدر زیادہ شکستہ ہو گیا تھا تیسری دفعہ پھر آپؐ نے کدال ماری جس کے نتیجہ میں ایک شعلہ نکلا آپؐ نے پھر اللہ اکبر کہا اور فرمایا اب مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں اور خدا کی قسم مجھے صنعاء کے دروازے اس وقت دکھائے جا رہے ہیں اس دفعہ وہ پتھر بالکل شکستہ ہو کر اپنی جگہ سے گر گیا۔

مندرجہ بالا واقعہ سے صاف طور پر عیاں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک ان ممالک پر فتح پانے کی خبر قبل از وقت دیدی لیکن کوئی میعاد مقرر نہ فرمائی کہ کتنے عرصہ میں یہ وقوع پذیر ہوگی چنانچہ ان میں سے بعض باتیں آپؐ کے زمانہ میں اور اکثر آپؐ کے خلفاء کے ہاتھ پر پوری ہو کر آپ کی صداقت کا نشان ٹھہریں۔

اسی طرح قرآن شریف میں جن پیشگوئیوں کا ذکر ہے کیا ان سب کے لئے کوئی معین وقت و زمانہ کی قید نظر آتی ہے؟ جب نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر یہ اعتراض کہ آپ کی بعض پیشگوئیوں کے لئے کوئی میعاد مقرر نہ تھی۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے اور کیا اس اعتراض کی زد سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء بچ سکتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کا بعض پیشگوئیوں کی میعاد مقرر نہ کرنے میں بھی خاص حکمت ہوتی ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ کتنے اس کے بندوں میں سے ایسے ہیں جو صرف اس کا کلام سنکر غائبانہ طور پر بغیر اس کے مشاہدے کے ایمان لے آتے ہیں۔ اور اس کی طرف سے انعامات کے وارث بننا چاہتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو خدا کے کلام کے پورا ہونے تک اس کے انکار سے اپنے اوپر ان انعامات کا دروازہ بند کر لینا موجب فخر سمجھتے ہیں۔

قرائن اور پیشگوئیاں

اس کے بعد نمبر ۷ میں مولانا فرماتے ہیں "بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں جن کی نسبت قرائن پہلے ہی سے موجود تھے اس لئے ان پیشگوئیوں کو ہم الہامی کے بجائے عقلی پیشگوئیاں کہنے میں زیادہ حق بجانب ہو سکتے ہیں (ص۸) افسوس کہ مولوی صاحب موصوف نے اس کی تائید میں بھی کوئی مثال پیش نہ کی۔ لیکن ان کے ایسا لکھنے سے کم از کم اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کی بعض ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے قائل ضرور ہیں جن کے قرائن ان کے خیال کے مطابق پہلے ہی سے موجود تھے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ قرائن بھی تو اللہ تعالےٰ ہی نے پیدا کئے تھے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود کر لئے تھے؟ اگر خدا تعالےٰ نے پیدا کئے تھے تو کیا وہ ان قرائن کے بدل دینے پر قادر نہ تھا؟ کیا کوئی انسان قرائن کو دیکھتا ہوا پورے وثوق کے ساتھ کوئی پیشگوئی کر سکتا ہے؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص قرائن کو دیکھتے ہوئے کسی کی موت کی پیشگوئی کر دے لیکن خدا تعالےٰ اچانک اس کی حالت بدل کر اسے دوبارہ تندرست کر دے؟ اگر خدا تعالےٰ نے اس طرح ایک کاذب کی پیشگوئیوں کو

پورا کرنے لگے۔ تو دنیا سے صادق و کاذب کا امتیاز ہی اٹھ جائے۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام معاذ اللہ من جانب اللہ نہ تھے اور قرائن کو دیکھ کر جھوٹ موٹ خدا پر افترا کرتے ہوئے پیشگوئی فرمادیا کرتے تھے۔ تو کیا خدا تعالےٰ کو ایسے کاذب کی اتنی رعایت منظور تھی۔ کہ اس کی جھوٹی پیشگوئیاں پوری فرمادیا کرتا تھا؟ کیا خدا تعالےٰ میں طاقت نہ تھی۔ کہ وہ ان قرائن کو تبدیل کرکے جن کو دیکھ کر آپ پیشگوئی فرمایا کرتے تھے۔ آپکا جھوٹ ظاہر کردیتا۔

یقیناً ایک کاذب اور مفتری قرائن کو دیکھتے ہوئے کبھی پورے وثوق ویقین کے ساتھ کبھی یہ دعوےٰ نہیں کرسکتا۔ کہ مجھے خدا نے اطلاع دی ہے۔ کہ فلاں امر اسطرح پورا ہوکر رہیگا۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس قدر پیشگوئیاں فرمائیں وہ ایسے وثوق ویقین سے پر نظر آتی ہیں۔ کہ سننے اور پڑھنے والا تصویر حیرت بن کر رہ جاتا ہے۔ اور اس کا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ جھوٹا اور مفتری ہرگز اس وثوق اور یقین سے مستقبل کے متعلق کوئی بات ظاہر نہیں کرسکتا۔

حیرت انگیز طریق سے پوری ہونیوالی پیشگوئیاں

پیشگوئیوں کی اقسام کو ختم کرتے ہوئے مولانا موصوف آخر میں تحریر فرماتے ہیں "بعض پیشگوئیاں ایسی بھی ہیں۔ جو حیرت انگیز طریق سے پوری ہوتی ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایک شخص کئی کئی سال پہلے ایسی محیر العقول باتیں کہدے جن کی نسبت بظاہر کوئی قرائن بھی موجود نہ ہوں۔ (اظہار حق ص۳)

ایسی محیر العقول پیشگوئیوں کے ذکر کرنیسے قبل چونکہ مولانا موصوف نے ختم نبوت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اسلئے آئندہ قسط میں میں بھی ختم نبوت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرونگا۔ وما توفیقی الا باللہ

خاکسار۔ خواجہ عبد الحمید ضیاء آف ڈیرہ دون

ضرورت رشتہ

ایک دوست جنکی پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے۔ دوسری شادی کے خواہشمند ہیں۔ اگر بیوہ ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کوئی پہلی اولاد نہ ہو۔ امور خانہ داری سے پوری واقف ہو۔ آمدنی ماہوار قریباً چالیس روپے کام لوہار ترکھان کا کرتا ہے ۱۸ مرلہ زمین پر پختہ مکان ہے۔ خط و کتابت اس پتہ پر ہو مستری روشن الدین برلب سڑک مانک ناردوال ضلع سیالکوٹ۔

الخطیب

ایک مخلص تعلیم یافتہ مبائع احمدی عمر قریباً ۲۳ سال صاحب جائداد قوم کھوکھر جو کہ ٹائپ فٹر کا کام کرتے ہیں۔ اور ماہواری آمدنی سو ڈیڑھ سو کے درمیان رکھتے ہیں۔ نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ پہلی غیر احمدی بیوی بیمار رہتی ہے۔ اس سے دو لڑکیاں موجود ہیں۔ خواہشمند احباب میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ چوہدری عبد الرحمٰن امیر جماعت انجمن احمدیہ۔ مری روڈ راولپنڈی

اٹھرا کا کامل اور مجرب ترین علاج

عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب سے طلب فرمائیں۔ ستر سالہ مجرب نسخہ حضرت حکیم حافظ نور الدین اعظم شاہی طبیب کا ہے حمل گر جانا بچہ کا مردہ پیدا ہونا۔ یا چھوٹی عمر میں فوت ہوجانا۔ اس کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس کے لئے ہماری تیار کردہ محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ استعمال کریں۔ یہ دواخانہ رحمانی حضور ممدوح کے حکم سے جبن حیات میں حضور کے شاگرد حکیم عبد الرحمٰن کاغانی نے ۱۹۱۰ء میں قائم کیا۔ فہرست ادویات مفت طلب کریں۔ تمام مجرب نسخہ جات حضرت نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ اس دواخانہ رحمانی میں تیار ہوتے ہیں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت خریدنے والے کو ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک ملیں گی۔

منیجر عبد القدیر کاغانی قادیان

چند با موقع اور ارزاں قطعات سکنی

اسوقت محلہ دار الشکر شرقی میں حضرت نواب صاحب کی کوٹھی کے ساتھ متصل بجانب شمال چند قطعات اراضی قابل فروخت ہیں۔ ہر ایک کنال کو بیس بیس فٹ کی دو سڑکیں لگتی ہیں۔ اور بڑی سڑک ان کے علاوہ ہے۔ جو تیس فٹ کی ہے۔ اصل نرخ بڑی سڑک پر بیس روپیہ فی مرلہ اور باقی سڑکوں پر سولہ روپیہ فی مرلہ ہے۔ اور ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء تک کل قیمت ادا کردینے والے اصحاب کو پندرہ فی صدی کے حساب سے خاص رعایت دی جائے گی۔ ان قطعات کے علاوہ چند قطعات محلہ دار العلوم میں بھی موجود ہیں۔ جن کا نرخ عـــــہ۲۰ فی مرلہ اور عـــــہ۱۵ فی مرلہ ہے۔

محمد احمد و عبد الکریم (پسران مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) قادیان

ضرورت

چند ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے۔ جو دکان کے کام میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور دوکان کا حساب کتاب اچھی طرح سے رکھ سکتے ہوں۔ دیہات میں رہنا ہوگا۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت

رحمت اللہ احمدی بیرون بادھ وارہ بھوپال سے دریافت فرمائیے

تریاق جریان

سرعت انزال۔ دھات۔ رقت۔ قبض وغیرہ کو دور کرنے کی اکسیر دوا ہے۔ زیادہ چلنے سے تھک جانا۔ زیادہ لکھنے پڑھنے سے آنکھوں میں اندھیرا سا معلوم ہونا۔ دیر تک کام کرنے سے طبیعت کا گھبرانا مضمحل رہنا۔ درد کمر۔ پنڈلیوں کا اینٹھنا۔ الغرض انتہائی کمزوری ہونا جملہ شکایات دور کرکے از سر نو جوان خوشرو بنانا اس کا کام ہے۔ معزز دوستو! یہ وہ دوا ہے۔ جس کا صدہا مریضوں پر تجربہ ہوچکا ہے۔ کبھی غیر مفید ثابت نہیں ہوئی۔ امید کہ آپ تجربہ فرمائینگے قیمت صرف ایک روپیہ۔

اکسیر سوزاک

۱۲ گھنٹہ میں جلن پیپ خون بند کرتی ہے۔ کیا اس قدر سریع التاثیر دوا دنیا میں اور کوئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ضرور تجربہ کیجئے۔ اگر آپ ہزارہا ادویات استعمال کرچکے ہیں۔ تو میں آپ کو راستے دیتا ہوں کہ اکسیر سوزاک ضرور استعمال کریں۔ اس سے پرانے سے پرانا سوزاک بیس سال تک کا دفعہ ہوجاتا ہے۔ اس پر خوبی یہ ہے۔ کہ تاعمر پھر عود نہیں کرتا۔ آپ کیوں اس موذی مرض سے پریشان ہیں۔ اور اپنی نسل برباد کررہے ہیں۔ اکسیر سوزاک کا استعمال کیجئے۔ قیمت دو روپے نوٹ اگر فائدہ نہ ہو۔ تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوا لیجئے۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔

حکیم مولوی ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شملہ ۲۴ اگست۔ حکومت پنجاب کی آمد کے ذرائع میں توسیع اور اخراجات میں کمی کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی ۸ اگست کو مقرر کی گئی تھی۔ اس کا اجلاس ختم ہو گیا ہے۔ آمدنی کے تازہ ذرائع کے لئے دیہاتی آبادی پر کسی نئے بوجھ کی کوئی تجویز نہیں۔ زیادہ تر نئے ٹیکس شہریوں سے وصول کئے جائینگے اور وہ شادی۔ تفریحات۔ آبکاری۔ موت اور خرید و فروخت پر ہو سکتے ہیں اخراجات کی کمی کے سلسلہ میں بعض عہدے مثلاً پولیس انسپکٹر۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور یورپین سارجنٹ اڑا دئے جائیں گے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے عہدے اڑا دئے جائیں گے۔ بعض محکموں کو باہم ملا دیا جائیگا۔ مثلاً پبلک ورکس اور آبپاشی۔ اور اس طرح ۲۰ کروڑ روپیہ آمد اور بچت سے مہیا کیا جائیگا۔

ناگپور ۲۴ اگست۔ ڈاکٹر کھارے کے حامیوں کا جو وفد گاندھی جی سے ملنے گیا تھا۔ اس کو جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا تھا۔ کہ اب چونکہ گورنر کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ اس لئے آئینی بحران کا موقعہ نہیں رہا۔ اور اس سے خیال کیا جا رہا ہے کہ سی۔ پی کے گورنر نے گاندھی جی کو خط لکھ کر اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا ہے۔ اسمبلی کے ایک ممبر نے گورنر کے نام ایک مکتوب مفتوح شائع کیا ہے۔ جس میں ان سے درخواست کی ہے کہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔

شیخوپورہ ۲۳ اگست۔ اس ضلع کے ایک گاؤں آیا نگر میں ایک سکھ عورت نے تین بچے ۱۹۳۶ء میں تین ۱۹۳۷ء اور تین ۱۹۳۸ء میں پیدا کئے ہیں۔ گویا تین سال میں ۹ بچے۔ اس کا خاوند ایک غریب مزدور ہے۔

شنگھائی ۲۴ اگست جاپانیوں نے اپنا فوجی ہیڈ کوارٹر شنگھائی سے نانکن تبدیل کر لیا ہے۔ جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ ہنکاؤ کی طرف سے پیش قدمی میں جاپانی افواج سرعت سے کام لیں گی۔

شملہ ۲۴ اگست۔ مرکزی اسمبلی میں مسلم ممبر ۳۱ ہیں۔ جن میں سے ۲۲ مسلم لیگ میں شامل ہیں۔ چار کانگرس میں اور باقی پانچ بے تعلق ہیں۔

بہاولپور ۲۴ اگست۔ حضور نواب صاحب بہاولپور نے زمینداروں اور کسانوں کی اقتصادی بدحالی کے پیش نظر ۳ لاکھ ۲۴ ہزار روپیہ کی رقم زر مالیہ و آبیانہ میں سے معاف کر دی ہے۔

طہران ۲۳ اگست۔ خلیج فارس اور بحیرہ کیسپین کے درمیان ۸۶۶ میل لمبی ریلوے لائن مکمل ہو گئی ہے۔ اس پر ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ پاؤنڈ خرچ ہوتے ہیں اس کا افتتاح ۲۶ اگست کو شاہ ایران کریں گے۔

کلکتہ ۲۴ اگست۔ آج اسمبلی میں ہوم منسٹر نے اعلان کیا۔ کہ ۱۰۰ سے زیادہ نظر بند اور رہا کر دئے گئے ہیں۔ جن میں تین شاہی قیدی بھی شامل ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ اب بنگال میں کوئی نظر بند یا شاہی قیدی نہیں رہا۔ حالانکہ جب ہم نے وزارت سنبھالی۔ اس وقت یہاں ۲۷۰۰ آدمی نظر بند تھے۔ اب ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ مگر حالات کی نگرانی کرنا پبلک اور بااثر لوگوں کو چاہئیے۔ کہ ہمارے اعتماد کو غلط نہ ہونے دیں۔

کلکتہ ۲۴ اگست۔ آج اسمبلی میں ایک کانگرسی ممبر کا یہ ریزولیوشن منظور ہو گیا۔ کہ صوبہ کی گورنری پر صوبائی ملازموں میں سے کسی شخص کو مقرر نہ کیا جائے۔ خواہ وہ وزیر ہند کے ماتحت ہو یا وائسرائے کے۔

یروشلم ۲۴ اگست۔ آج نعزات کے قریب عربوں کا گورہ فوج سے تصادم ہو گیا۔ جس میں ۱۴ عرب ہلاک ہوئے اور فوج نے بارود اور اسلحہ جات پر قبضہ کر لیا۔

کٹک ۲۴ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۴۲ء میں اڑیسہ میں واردھا سکیم جاری کی جائے گی۔ اس سے قبل ابتدائی انتظامات مکمل کئے جائیں گے۔

شملہ ۲۴ اگست۔ آج مرکزی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں گورنمنٹ ممبر نے کہا۔ کہ مجھے اس بات کا کوئی علم نہیں۔ کہ کینیا کے یورپین آباد کار ہندوستانی سرمایہ استعمال کرتے ہیں۔ اور اب وہاں یہودی بستی چاہتے ہیں تا ان کے سرمایہ سے فائدہ اٹھائیں۔

سرگودھا ۲۴ اگست۔ سردار اجل سنگھ پارلیمنٹری سیکرٹری یہاں آئے ہوئے ہیں۔ آج گوردوارہ میں آپ کے لیکچر کا اعلان کیا گیا۔ لیکن بعض شورش پسندوں نے وہاں پکٹنگ شروع کر دیا۔ اور اس طرح وہاں لیکچر نہ ہونے دیا۔ آخر گوردوارہ سے باہر جلسہ ہوا۔

شملہ ۲۴ اگست۔ آج مرکزی اسمبلی میں آرمی بل کی تیسری خواندگی کے وقت مسٹر ستیہ مورتی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ بل سر سکندر حیات ہنری کریک اور کمانڈر انچیف کی باہمی سازش کا نتیجہ ہے۔

پشاور ۲۴ اگست نواب طورو اور اس کے مزارعین میں سمجھوتہ کی سب کوششیں ناکام رہی ہیں۔ سوشلسٹ چونکہ ایجی ٹیشن کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کی گرفتاریاں شروع ہو گئی ہیں۔

کراچی ۲۴ اگست۔ سردار پٹیل نے جو وزارتی جھگڑے کے سلسلہ میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کانگرس نے وزارتیں صرف تجربۃً قبول کی ہیں جونہی ہم نے دیکھا۔ کہ اس سے ہمارا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ ہم انہیں ترک کر دیں گے۔ سندھ میں وزارت کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔

کلکتہ ۲۴ اگست۔ شہر بہرام پور کے بالمقابل دریائے گنگا کا بند ٹوٹ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک گاؤں بالکل بہہ گیا ہے۔ سینکڑوں انسان درختوں پر پناہ گزین ہیں۔

شملہ ۲۴ اگست۔ مرکزی اسمبلی میں آج موٹر وہیکل بل پیش ہوا۔ کانگرس پارٹی نے اس کی حمایت کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور خیال ہے کہ مسلم لیگ پارٹی مخالفت کرے گی۔

بنوں ۲۴ اگست۔ مسلمانوں نے ایک جلسہ عام میں فیصلہ کیا ہے کہ سردار اجیت سنگھ ممبر اسمبلی نے یہاں کے ڈاکہ کے متعلق ملاپ میں جو واقعات شائع کرائے ہیں۔ وہ چونکہ غلط ہیں۔ اس لئے دونوں کے خلاف مقدمہ دائر کیا جاتے۔

کلکتہ ۲۴ اگست۔ آج منسٹریل کولیشن پارٹی کا اجلاس ہوا۔ جس میں تین وزراء (ایک ہندو ایک مسلمان اور ایک اچھوت) کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ دوسرے مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز یہ بھی فیصلہ ہوا کہ کسی وزیر کی تنخواہ ۲۵ سو سے ہرگز کم نہ ہو۔

شملہ ۲۴ اگست۔ آج مرکزی اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آنریبل سر ظفر اللہ خان صاحب نے کہا کہ صوبجاتی اسمبلیوں نے فیڈریشن کو نامنظور کرنے کے متعلق جو ریزولیوشن پاس کئے تھے۔ انہیں گورنمنٹ آف انڈیا نے وزیر ہند کے پاس بھیجدیا ہے۔

نیویارک ۲۴ اگست معلوم ہوا ہے کہ فورڈ موٹر کمپنی آئندہ موسم خزاں میں ایسی چھ سلنڈر کی سبک رفتار موٹر کاریں بازار میں لائے گی جن کی قیمت صرف ۹۶۲ روپے ہو گی۔

بمبئی ۲۴ اگست۔ کانگرسی حکومت نے مزدوروں کا ایک جلوس روک لیا۔ اور پولیس نے ان کا سرخ جھنڈا چھین لیا۔ اس پر مسٹر جناح اس ہفتہ نے اسمبلی میں تحریک التوا پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی